بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

بزم عشاق

ادارہ نجم الھدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ نیو پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد
0300-6661755

بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم امابعد
فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم
بسم الله الرحمن الرحیم
الا ان اولیاء الله لاخوف علیهم ولاهم یحزنون۔
الذین امنوا وکانو یتقون۔
لهم البشری فی الحیوة الدنیا وفی الاخره۔
لا تبدیل لکلمات الله ذلك هو الفوز العظیم
محبت وعقیدت سے درود وسلام
الصلوة والسلام علیك یا سیدی یارسول الله
وعلی الك واصحابك یا سیدی یا حبیب الله

محترم سامعین! ہماری سلسلہ وار گفتگو شانِ اولیاء ہے، کئی گزشتہ جمعوں سے ہم اس چیز کو سمجھ رہے ہیں۔ آج مزید کچھ سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ توجہ فرمائیں، اللہ قادروکریم نے اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمایا لاتبدیل لکلمات اللہ کہ اللہ تعالیٰ نے اولیائے عظام کی جوشان بیان فرمائی اوران کے مقام کا جوذکر کیا ہے اوران کی صفات اوران کے انعام واکرام کی وضاحت کی ہے اب قیامت تک اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

مختلف الفاظ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ راحت دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من عادلی ولیا فقد اذنته بالحرب (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۹۷ ابن ماجہ شریف ۲۹۶) کہ جوشخص بھی میرے دوستوں کے ساتھ دشمنی اور عداوت رکھتا ہے میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں۔ ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں۔ بارز الله بالمحاربة ان الله یحب الابرار اتقیا کہ اللہ تعالیٰ اولیائے کرام کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے کو تیار ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے متقی وصالح اور مقبول وبرگزیدہ بندوں سے محبت کرتا ہے۔

مصابیح الهدیٰ یخرجون من کل غبراء مظلمة کہ اللہ تعالیٰ کے یہ ولی ومقبول بندے رشد وہدایت کے چراغ ہیں اور جب دنیا میں ضلالت وگمراہی کی تاریکی چھاجاتی ہے اور فسق وفجور کا اندھیرا مسلط ہوجاتا ہے اور جب کفر وباطل کی ظلمت حق وصداقت کے چہرے کو ڈھانپ لیتی ہے تو یہ اولیاء اللہ اپنے دین وایمان کی روشنی اور حق وہدایت کے نور سے اجالا کردیتے ہیں اور جب اس عالمِ فانی پر فرعونیت ویزیدیت کے گھٹاٹوپ اندھیرے چھاجاتے ہیں تو یہ مقدس جماعت عصائے کلیم اور جذبہ حسینی علیہ السلام کی شمع جلاکر بھٹکتے ہوئے بندگانِ خدا کو سیدھی راہ دکھاتے ہیں اور جب اس خطۂ ارض پر باطل پرستی کے طوفان اٹھتے ہیں اور ظلم وستم کی آندھیاں چلتی ہیں اور وحشت وبربریت کے سیاہ بادل چھاجاتے ہیں اور احکاماتِ الٰہیہ کی مخالفت اور شریعت مصطفیٰ ﷺ سے بغاوت ہونے لگتی ہے تو یہ مقدس جماعت اپنی

روحانی قوت باطنی طاقت اور خداداد صلاحیتوں سے حق وصداقت اور رشد وہدایت کا علم لے کر اعلائے کلمۃ الحق کہتے ہوئے میدانِ عمل میں آ کر ہر قسم کے فسق وفجور، ظلم وستم اور کفر وشرک کو مٹانے کے لئے کسی بڑی سے بڑی طاقت اور ظالم وجابر حکومت سے برسرِ پیکار ہو کر رشد وہدایت' حق وصداقت اور انسانیت و آدمیت کے پرچم کو بلند کرتے ہیں۔اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ حضرت شیخ سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ مغل اعظم اکبر کی پھیلائی ہوئی لعنت جو دینِ اکبری کی صورت میں مخلوقِ خدا پر مسلط کی جا رہی تھی بے سروسامانی کے عالم میں محض اپنی روحانی قوت اور باطنی طاقت لے کر اور فقر ودرویشی کی تلوار لے کر نہ اٹھتے اور جہانگیر کے سجدہ کرانے کی مشرکانہ روش کے خلاف حق وہدایت کا علم لے کر ظاہری طور پر بے سہارا ہونے کے باوجود بھی اگر جہانگیر کی حکومت سے ٹکر نہ لیتے اور سلیم شاہی حکومت کی رسمِ مشرکانہ کے خلاف برسرِ پیکار ہو کر گوالیار کے قلعے میں قید نہ ہوتے تو بہت ممکن تھا کہ آج ہمارے سر بھی اپنے معبود حقیقی کے علاوہ اپنے حکمرانوں کے سامنے بھی جھکے ہوئے ہوتے۔

حالانکہ شیخ جانتے تھے کہ میں تنہا ہوں' اکیلا ہوں' بے سہارا ہوں' بے وسیلہ ہوں اور بے سروسامان ہوں اور میری ٹکر ایک حکومت سے ہے۔میرا مقابلہ ایک بادشاہت سے ہے' میری جنگ جہانگیر کی تلواروں سے ہے اور میری لڑائی سلیم شاہی لشکر سے ہے۔مگر پھر بھی وہ حق وصداقت کی حمایت میں اور رشد وہدایت کی دستگیری کرنے کیلئے اور ہندوستان میں رسوماتِ مشرکانہ کو توڑنے کے لیئے اور دینِ اکبری کے قلعے کو پاش پاش کرنے کے لئے اللہ ورسول کا نام لے کر تنِ تنہا میدانِ عمل میں کود پڑے اور پھر فقر اور درویشی کی خدائی آواز جہانگیر کے شاہی محلات کی دیواروں سے ٹکرائی۔۔۔۔کہ۔۔۔۔خدا کے سوا کسی انسان کو سجدہ کرنا حرام ہے۔شیخ سرہندی بظاہر بے سروسامان تھے اور بے آسرا تھے۔لیکن باطن میں دین وایمان کی لازوال قوت' فقر ودرویشی کی روحانی طاقت اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی مدد اور مردانِ کامل کا جاہ و جلال قدم قدم پر ان کے ساتھ تھا۔علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ شیخ سرہندی کی خدمتِ اقدس میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں۔

حاضر ہوا میں شیخِ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ زمیں مطلعِ انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمئ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار

الغرض فرمان محبوب ﷺ نے بڑے ہی پیارے انداز میں اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کی صفات وعادات' ان کے خصائص وکمالات اوران کے طرزِ عمل کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ عبرتناک لہجہ میں اولیاء اللہ کے دشمنوں اور گستاخوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلانِ جنگ فرمایا ہے۔ حقیقت شناس دلوں اور حق بین نگاہوں کے لئے تو قرآنِ پاک کی یہ ایک آیت اور راحت جاں ﷺ کی یہ ایک حدیثِ پاک ہی کافی ہے کہ اولیاء اللہ کی مخالفت اوران کی بے ادبی کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کرنے کے مترادف ہے اور ایک مسلمان چاہے وہ گنہگار ہی کیوں نہ ہو۔ اولیائے عظام کی مخالفت کر کے کبھی بھی خدا تعالیٰ کے کئے ہوئے اس اعلانِ جنگ کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا مگر خدا جانے پاکستان کے بدعقیدہ مولویوں اور گستاخ واعظوں میں اتنی جرات کہاں سے آ گئی ہے کہ وہ اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کی مخالفت اوران کی شان میں گستاخی کر کے اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ شاید ان کو یقین ہے کہ ہم جیت جائیں گے حالانکہ یہ حقیقت بدعقیدہ لوگ بھی مانتے ہیں کہ شیطان کی قوتِ باطلہ خدائی طاقت کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

اولیاء اللہ کے معنی ہیں اللہ کے دوست' اللہ کے ساتھی اور اللہ کے یار' مگر یہ بدعقیدہ لوگ اللہ کے یاروں کو غیر اللہ کہتے ہیں۔ چلو ایک لمحے کے لیئے میں مان لیتا ہوں کہ یہ اللہ کے غیر ہیں تو پھر میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ اولیاء اللہ غیر اللہ تو پھر اولیاء اللہ کون ہیں جن کا ذکر قرآن واحادیث میں بار بار آیا ہے۔

اور اگر ان بدعقیدہ لوگوں کی یہ بات مان لی جائے کہ یہ غیر اللہ ہیں تو پھر اس مقدس جماعت کی وہ تمام صفات اوران کے وہ تمام انعامات جو اللہ کریم نے ان کو عطا فرمائے ہیں بالکل لغو ہو کر رہ جائیں گے مثلاً ان اولیاء اللہ کو کوئی غم وخوف نہیں ہے' نہ ہی دنیا میں اور نہ ہی قیامت میں اور نہ اپنا اور نہ اپنے ماننے والوں کا اور یہ پکے مومن اور متقی ہیں اوران کے لئے دنیا وآخرت میں میری رحمت وبخشش اور لطف وکرم کی خوشخبری ہے بھلا غیروں کو بھی کبھی کسی نے خوشخبری دی ہے اوران پر بھی ایسے ایسے انعامات کی بارش کی ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں!! غیروں کے لئے تو غصہ وناراضگی ہوتی ہے۔ عذاب وعتاب ہوتا ہے اور رنج وغم اور حزن وملال ہوتا ہے لیکن ان پر تو لطف وکرم کی بارش ہے رحمت وبخشش کے وعدے ہیں اور بے خوف وغم ہونے کا مژدہ ہے اور پھر غیروں کی تو کوئی بات بھی نہیں مانتا مگر اولیاء اللہ کے متعلق تو راحت جاں ﷺ نے فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب کبریا ﷺ نے فرمایا۔ رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لابرہ (مسلم شریف جلد۲ صفحہ۳۲۹' مشکوٰۃ شریف صفحہ۲۴۶) کہ میری امت میں کچھ ایسے فقیر ودرویش بھی ہوں گے جن کی ظاہری حالت یہ ہو گی کہ ان کے لباس پھٹے ہوئے ہوں گے۔ بال بکھرے ہوئے اور حالت خستہ ہو گی اور لوگ ان کو اپنے دروازوں سے ٹھکرائیں گے لیکن باطل میں وہ اللہ تعالیٰ کے اتنے قریب ہوں گے اور اللہ کریم کو اتنے پیارے ہوں گے کہ

اگر وہ کسی بات پر قسم بھی کھالیں گے تو اللہ کریم ان کی قسم کو پورا کرے گا یعنی اگر وہ قسم کھالیں گے کہ کل بارش ہو گی تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کرنے کے لئے ضرور بارش برسائے گا اور اگر وہ قسم کھالیں گے کہ فلاں شخص کے گھر لڑکا پیدا ہو گا تو اللہ کریم ان کو پورا کرنے کے لئے ضرور اس کو لڑکا عطا کر دے گا۔

وعبادالرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما والذین یبیتون لربھم سجدوا قیاما (پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان) اور رحمٰن یعنی اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے خاص بندے بھی ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے گفتگو کرتے ہیں تو وہ ان کی سلامتی مانگتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو راتوں کو اپنے رب کے لئے قیام و سجود میں گزار دیتے ہیں۔ قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ بھی شانِ اولیاء میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے کہ اللہ قادر و کریم نے ان کو عبادالرحمٰن فرمایا ہے اور پھر ان کے خصائص و فضائل کی تعریف کی ہے اور ان کی عادات و صفات کی مدح و ثناء فرمائی ہے کہ جب اللہ کے ولی زمین پر چلتے ہیں تو ایسی عاجزی و انکساری سے چلتے ہیں کہ زمین دکھتی نہیں اور جب جاہل لوگ ان پر طعنہ زنی کرتے ہیں ان کے لیئے برے الفاظ بولتے ہیں' ان کی شان میں گستاخی کرتے ہیں تو پھر بھی وہ ناراض نہیں ہوتے بلکہ ان کے حق میں کہہ دیتے ہیں کہ خدا تمہارا بھلا کرے۔

غور کریں کہ اولیائے کرام کے حق میں طعنہ زنی کرنے والوں اور ان کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والوں اور ان سے عداوت رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے جاھلون فرمایا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ علیم بالذات الصدور ہے اور اس کو علم تھا کہ ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ کچھ لوگ جو اپنے آپ کو مولوی اور عالم کہیں گے وہ میرے اولیائے کرام پر طعنہ زنی کریں گے ان کے حق میں برے الفاظ کہیں گے۔ ان سے عداوت رکھیں گے اور ان کی شان میں بے ادبیاں اور گستاخیاں کریں گے ان کے نیاز مندان عقیدمندوں اور ان کی عزت و تکریم کرنے والوں اور ان کے قدم چومنے والوں پر شرک و بدعت کے فتوے لگائیں گے۔ اسی لئے اس نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی ایسے لوگوں کو جاہلون فرما دیا۔ اب اگر کوئی مولوی بھی بن جائے اور عالم بھی اور اپنے آپ کو شیخ الحدیث بھی کہلوائے یا شیخ القرآن بھی لیکن اولیائے کرام کی شان و تکریم میں بے ادبی اور گستاخی کرے تو فرمانِ خداوندی کے مطابق وہ جاھلون میں شامل ہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کی مقدس جماعت کی صفات اور ان کے طرزِ عمل کو بیان فرمایا ہے کہ جب ساری دنیا خوابِ غفلت میں محو ہو جاتی ہے تو اللہ کے یہ محبوب دوست اپنے رب کو راضی کرنے کے لیئے ساری ساری رات کبھی سجدے کرتے ہیں اور کبھی قیام کی حالت میں کھڑے گزار دیتے ہیں۔ اس آیت پاک میں اللہ کریم نے فقر و درویشی اور روحانیت و ولایت کے معیار کو بھی بیان فرما دیا ہے کہ جو صحیح معنوں میں فقیر و درویش اور اللہ کے ولی ہوتے ہیں وہ ساری ساری رات عبادت و ریاضت اور مجاہدہ و مراقبہ میں گزار دیتے ہیں مطلب یہ کہ تہجد گزار اور شب بیدار ہوتے ہیں اور جب مخلوقِ خدا سو جاتی

ہے تو یہ اٹھ کر اللہ کی حمد وثناء بیان کرتے ہیں۔علامہ اقبال اسی موقع پر فرماتے ہیں۔

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا ہے آہِ سحر گاہی

☆ حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ محبوب کریم ﷺ خانہ کعبہ کا طواف کرر ہے ہیں اور فرمارہے ہیں۔والزی نفس محمد بیدہ لحرمۃ المومن اعظم عنداللہ حرمتمنك (ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۹۰) کہ اے خانہ کعبہ مجھ کو اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مومن کی عزت وحرمت تیری عزت وحرمت سے زیادہ ہے۔اگر چہ ہر مومن ولی نہیں ہوتا مگر ہر ولی مومن ضرور ہوتا ہے۔الذین امنو وکانو یتقون تو جب راحت جاں ﷺ کے فرمان کے مطابق ایک ولی کی شان وعزت خانہ کعبہ سے افضل ہے تو پھر ان کی عزت وتوقیر کی کیا حد۔ان کی تعظیم وتکریم کا کیا ٹھکانہ۔ان کے ادب واحترام کا کیا مقام اور ان کے فضائل وکمالات میں کون سا شک باقی رہ جاتا ہے اور پھر ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرنے والے گمراہ اور باطل پرست نہیں تو اور کیا ہیں۔عارف رومی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ حج کے لیئے پیدل جارہے تھے۔ کہ ایک صحرا مین انہوں نے دیکھا کہ ایک درویش ختہ حالت میں بیٹھا ہوا ہے اور جب حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس فقیر کے قریب سے گزرے تو اس نے پوچھا اے بایزید رحمتہ اللہ علیہ کہاں جارہے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ میں حج کرنے جارہا ہوں تو اس فقیر نے فرمایا کہ اے بایزید رحمتہ اللہ علیہ کعبے جاکر تم صرف کعبے کا طواف ہی کرو گے تو۔

گفت طوافے بگر دم ہفت بار
ویں نکوتر از طوافِ حج شمار

کہ تم میرا ہی طواف کرلو اور یہ یادرکھو کہ میرا طواف کعبے کے طواف سے افضل ہے اور کعبے جاکر تو تم صرف خدا کا گھر ہی دیکھو گے مگر۔

چوں مرا دیدی خدا دیدہ ای

کہ جب تم نے مجھے دیکھ لیا تو پھر سمجھو کہ خدا کو دیکھ لیا۔

اس لئے کہ

کعبہ را یک بارِ بیتی گفت یار
گفت یا عبدی مرافتاد یار

اس لئے کہ اس نے کعبہ کو صرف ایک بار اپنا گھر کہا ہے اور مجھے ہر روز ستر بار کہتا ہے کہ اے میر بندے۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۷۱ بروایت بخاری شریف میں حضرت سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان رجلا ام قوما فبصق فی القبلۃ ورسول اللہ ینظر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقومہ حین فرغ لا یصلی لکم کہ ایک آدمی نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا اور پھر محبوب کریم ﷺ نے دیکھا کہ وہی شخص جماعت کرا رہا ہے جب نماز سے لوگ فارغ ہوئے تو راحت جاں ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی اس لئے کہ اس امام نے ایک دفعہ قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا تھا اور پھر رحمت دو جہاں ﷺ نے اس کو فرمایا انك قد اذیت اللہ ورسولہ کہ تو نے قبلہ کی طرف تھوک کر اللہ اور اس کے رسول کو دکھ پہنچایا ہے۔ تو جو شخص کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوکے محبوب کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق اس کے پیچھے تو نماز جائز نہیں ہے اور اولیاء اللہ کی شان تو کعبے سے بھی افضل ہے پھر جو اولیاء اللہ کا بے ادب و گستاخ ہو اس کے پیچھے نماز کیسے ہو سکتی ہے اور اگر کعبے کی طرف منہ کر کے تھوکنا اللہ اور اس کے رسول کو دکھ پہنچایا ہے تو کعبے سے تو ایک ولی کی شان زیادہ ہے پھر ان کی بے ادبی و گستاخی کرنی بھی ضلالت و گمراہی ہے۔ عارف رومی فرماتے ہیں۔

چوں خدا خواہی کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں زند

کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو بدنام و بے پردہ، بے دین و گمراہ اور دنیا و آخرت میں رسوا کرنا چاہتا ہے تو وہ شخص اولیاء اللہ کی شان میں گستاخی کرنے لگ جاتا ہے اور بزرگانِ دین اور فقیروں اور درویشوں کے حق میں طعنہ زنی شروع کر دیتا ہے اور فرماتے ہیں۔

حب درویشاں کلید جنت است
دشمن ایشاں سزائے لعنت است

کہ فقیروں اور درویشوں کی محبت جنت کی کنجی ہے اور ان کا دشمن و مخالف اور ان سے عداوت و بغض رکھنے والا لعنت کا مستحق ہے۔ نہیں نہیں بلکہ عذاب و عتاب کا حقدار ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے راحت جاں ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا یستقی بھم الغیث وینتصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۸۲) کہ ملک شام میں ہر زمانے میں چالیس ابدال موجود رہتے ہیں اور جب ان میں سے کوئی وفات پا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا بنا دیتا ہے اور ان کے کام یہ ہیں کہ بارش برساتے ہیں دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرتے ہیں اور شام والوں پر سے عذاب کو روکتے ہیں۔

پاکستان کے گستاخ اور بدعقیدہ مولویوں کو راحت دو جہاں ﷺ کی اس حدیث پاک پر غور کرنا چاہئے کہ راحت دو جہاں ﷺ نے کس انداز اور کھلے الفاظ میں اولیاء اللہ کے تصرفات کو بیان فرما دیا ہے

کہ یہ بارش برساتے ہیں دشمنوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی امداد کرتے ہیں اور عذاب الٰہی کو روکتے ہیں۔عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گر داند ز راہ

کہ ان اولیائے اللہ میں اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی اتنی قدرت ہوتی ہے کہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو بھی واپس لا سکتے ہیں اور مولانا آگے فرماتے ہیں۔

گفتہ ناگفتہ کند از فتح باب
آزاں نے سیخ سوزد نے کباب

کہ یہ اولیائے کرام ان ہونی بات کو ہونی اور ہونی کو انہونی کر دیتے ہیں یہاں تک کہ آگ پر نہ سیخ کو جلنے دیں اور نہ ہی کباب کو اور ان کا یہ تصرف و اختیار اس لئے ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اتنے قریب ہوتے ہیں کہ اللہ کریم ان پر اپنی رحمت و بخشش اور قبولِ دعا کے دروازے کھول دیتا ہے اور یہ باذنِ الٰہی اس پر قادر ہوتے ہیں کہ آثار کو اسباب پر مرتب نہ ہونے دیں اور اپنی دعا و قدرت سے کسی کے دکھ کو سکھ میں بدل سکتے ہیں کسی بیمار کو شفا دے سکتے ہیں کسی کی مشکل میں مدد کر سکتے ہیں کسی کی تنگدستی دور کر سکتے ہیں اور کسی بے کس و لاچار کی دستگیری کر سکتے ہیں کسی کی ڈوبی نبض چلا سکتے ہیں اور کسی کی ڈوبتی کشتی کو کنارے پر لگا سکتے ہیں اب اس واضح حقیقت کے بعد بھی بدعقیدہ لوگوں کا یہ شور مچانا اور بے ادب واعظوں کا یہ واویلا کرنا بالکل فضول ہے کہ یہ اولیاء اللہ کچھ نہیں کر سکتے ان کے اختیار میں کوئی چیز نہیں ہے ان کو پکارنا گمراہی ہے اور ان سے مدد مانگنا شرک ہے اور ان کے آستانوں پر جانا بدعت و بے دینی ہے اور یہ من دونِ اللہ یعنی غیر اللہ ہیں۔اصل میں اولیائے کرام رحم اللہ علیہم کے یہ دشمن اور قرآن پاک کی ان آیات کو جو بتوں کے بارے میں نازل ہوئیں ہیں انبیاء اور اولیاء پر چسپاں کر کے بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں اور اپنی ہٹ دھری پر قائم رہ کر قرآن و حدیث کی مخالفت اور اولیاء اللہ سے دشمنی کر کے اللہ تعالیٰ سے جنگ کرتے رہتے ہیں۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴۶۳ میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔الولی ھو القریب فی اللغۃ کہ ولی کے لغوی معنی قریب کے ہیں۔فاذا کان العبد قریبا من حضرت اللہ بسبب کثرۃ طاعتہ و کثرۃ اخلاصہ و کان الرب قریبا منہ برحمتہ و بفضلہ واحسانہ کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری' ریاضت و عبادت اور اخلاص و مجاہدہ نفس کے سبب اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اپنی رحمت و بخشش اور لطف و کرم سے اس بندے کے قریب ہو جاتا ہے۔فھنالک حصلت الولایۃ پس اس طرح اس بندے کو درجہ ولایت حاصل ہو جاتا ہے۔صفحہ ۴۶۹ پر ہے۔ان العبد ولی اللہ والرب ولی العبد قال اللہ

تعالیٰ اللہ ولی الذین امنو۔ واللہ ولی المتقین واللہ ولی المومنین وھو یتولی الصالحین (سورۃ آل عمران۔ جاثیہ۔ البقرہ۔ اعراف) کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے اور اللہ بندے کا دوست ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے اور اللہ متقین کا ساتھی ہے اور اللہ ایمان والوں کا دوست ہے اور وہ صالحین سے پیار کرتا ہے۔ فثبت ان الرب ولی العبد والرب ولی العبد۔ والرب حبیب العبد والعبد حبیب اللہ پس یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ بندے کا ولی ہے اور بندہ اللہ کا دوست ہے اور رب تعالیٰ بندے کا یار اور حبیب ہے اور بندہ رب تعالیٰ کا حبیب اور یار ہے۔ جیسا کہ اللہ کریم نے فرمایا۔ یحبھم ویحبونہ۔ والذین امنوا اشد حبا للہ۔ ان اللہ یحب التوابین۔ وان اللہ یحب المتقین۔ کہ ان سے اللہ محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں اور ایمان والے اللہ تعالیٰ سے بہت محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے اور اللہ متقین سے محبت کرتا ہے اور جب یہ سب کچھ قرآن پاک سے ثابت ہے تو پھر جب اللہ کا کوئی بندہ اپنے رب کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے اور جس چیز کا وہ حکم دیتا ہے وہ کرتا ہے اور جس شے سے وہ منع کرتا ہے رک جاتا ہے۔ فکیف یبعد ان یفعل الرب الرحیم الکریم مرۃ واحدۃ مایرید العبد۔ تو پھر یہ کیوں کر بعید اور ناممکن ہے کہ ایک بندہ عاجز و بے اختیار ہو کر بھی جو خدا کہتا ہے وہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے اور خالق کائنات اور رحیم وکریم ہو کر جو بندہ کہے وہ نہیں کر سکتا۔ یعنی ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہی نہیں بلکہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کی بات مان لیتا ہے اور جو وہ کہتے ہیں وہ کر دیتا ہے۔

☆ امام راضی رحمتہ اللہ علیہ کی اس ایمان افروز اور حقائق سے بھرپور مدلل اور مفصل تقریر کے بعد اب اولیائے کرام رحم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فیوض و برکات اور کمالات وتصرفات میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا اور پھر جس دلائل قرآنیہ سے انہوں نے فقر و درویشی اور ولایت وروحانیت کو کھل کر بیان کیا ہے اور اولیائے کرام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا جو تعلق اور ان سے جو محبت ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اولیائے عظام کو جو تعلق اور محبت ہے ان تمام چیزوں کو قرآن پاک کی روشنی میں جس احسن طریقے سے واضح کیا ہے وہ حقیقت شناس لوگوں کے لئے نور بصیرت ہے اور مصنف مزاج لوگوں کے لئے چراغ ہدایت اور خصوصاً اولیائے کرام کو ماننے والے' عقیدت ومحبت رکھنے والے اور ان کی چوکھٹ پر اپنی جبین نیاز جھکانے والے سینوں کے لئے دین وایمان کو تازگی اور دل وجان کو راحت بخشنے والی ایک واضح حقیقت ہے اور اولیائے عظام کے مخالفوں اور ان سے بغض وعداوت رکھنے والے بدعقیدہ لوگوں کے لئے درس عبرت بھی ہے اور سبق آموز مضمون بھی۔ اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں۔ الاخلاء یومئذ م بعضھم لبعض عدو الا المتقین۔ (زخرف) کہ قیامت کے دن اور میدان حشر کی ہیبت و ہولناکی سے گھبرا کر جب مخلوقِ خدا ایک دوسرے کا ساتھ چھوڑ دے گی اور جب کوئی دوست کسی دوست کے

کام نہیں آئے گا' باپ اپنے بیٹے سے بھاگ جائے گا اور بیٹا اپنے باپ کا انکار کرے گا' بھائی اپنے بھائی کو جواب دیدے گا اور یار یار کو اور جب تمام رشتے ٹوٹ جائیں گے تو یہ اولیائے کرام قیامت کے دن بے سہاروں کا سہارا بن کر بے چاروں کا چارہ بن کر دکھیوں کے دستگیر ہو کر گنہگاروں کی شفاعت اور بے یاروں اور بے مددگاروں کی امداد کریں گے۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۹۴ پر حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ راحت دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن حساب کتاب کے بعد جب اللہ تعالیٰ مخلوق کے حق میں آخری فیصلہ کر دے گا اور جنتیوں اور دوزخیوں کی پشتوں پر مہریں لگا دی جائیں گی تو فرشتوں کو حکم فرمائے گا کہ پہلے جنتیوں کو جنت میں لے جاؤ چنانچہ جنتی بڑی خوشی و مسرت سے جنت کی طرف چلے جائیں گے اور دوزخی حسرت و یاس کے دریا اور شرمندگی و رسوائی کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ان کو دیکھتے ہوں گے اور پھر جب اولیاء اللہ کی صف دوزخیوں کے پاس سے گزرے گی تو ایک دوزخی جس کی پشت پر تقدیر الٰہی کی مہر لگ چکی ہوگی دوڑ کر اللہ کریم کے ایک دوست کے پاؤں پکڑے گا اور عرض کرے گا اما تعرفنی کہ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں اور پھر خود ہی کہے گا افا الذی سقیتك شربته کہ میں وہی ہوں جس نے آپ کو ایک دفعہ پانی پلایا تھا۔ وقال بعضهم انا الذی وصبت لك وضوء اور کوئی کسی ولی سے کہے گا کہ میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک دفعہ وضو کرایا تھا۔ فیشفع له فید خله الجنة پس وہ اللہ تعالیٰ کے ولی ان دوزخیوں کی شفاعت کریں گے اور وہ اولیاء کرام کی شفاعت و مدد کے صدقے میں جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا غضب رحمت میں تبدیل ہو جائے گا۔ ان کی مشکل حل ہو جائے گی اور ان کے دکھ دور ہو جائیں گے اور ان کی بگڑی ہوئی تقدیر بن جائے گی اسی لئے تو اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اندازہ کون کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اولیاء اللہ رحم اللہ علیہم کی امداد و شفاعت اور ان کے وسیلہ و صدقے پر شرک و بدعت کے فتوے لگانے والے بد عقیدہ مولوی غور کریں کہ قرآن پاک کی یہ آیت پاک محبوب کریم ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ کیسے واضح الفاظ میں اولیاء اللہ کی شفاعت و استعانت اور ان کی امداد اور ان کے وسیلے کا اعلان کر رہی ہے۔

☆ حشر کے میدان میں جہنمیوں کا اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے پاس جا کر فریاد کرنا اور پھر امداد و شفاعت طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اولیائے کرام کے مقدس آستانوں پر جا کر ان کی قدم بوسی کرنا اور ان کی چوکھٹ کو چوم کر ان سے اپنے دکھوں کا علاج' بیماری کی شفا' مشکلوں کے حل اور گناہوں کی معافی کے لیئے مدد مانگنا اور دعا کرانا نہ شرک ہے اور نہ بدعت بلکہ جائز و مستحسن ہے اور اگر سچ پوچھو تو عین شریعت ہے۔ اس لئے بھی کہ وہ چیز جو قیامت میں اور آخرت میں جائز و درست ہے وہ اس دنیا میں کیوں نا جائز و غلط ہے۔

روزِ حشر اور قیامت کے دن وہ دوزخی دربارِ خداوندی میں حاضر تھے اس لئے ان کا حق تو یہ تھا کہ وہ دربارِ خداوندی میں فریاد کرتے اور اپنے رب تعالیٰ سے مدد مانگتے اور براہِ راست اللہ تعالیٰ سے معافی کے خواستگار ہوتے مگر نہیں انہوں نے دیکھا کہ آج اللہ تعالیٰ قہر وغضب اور پورے جاہ وجلال میں ہے کسی ایسے مردِ کامل اور اللہ کے دوست کا وسیلہ تلاش کرو جس کی شفاعت وسفارش اللہ تعالیٰ قبول کر لے اس لئے انہوں نے خداوند تعالیٰ کے دربار میں فریاد کرنے کی بجائے اولیاء اللہ کے دامن کو پکڑ کر التجاء کی اور پھر ان کے وسیلے سے اللہ کریم نے ان کو معاف کر دیا اور ان کی تقدیر بدل گئی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ایسا کیوں کیا گیا اور ایسا کیوں ہوا؟ تو جواب یہ ہے کہ صرف اس لئے کہ وہ بدعقیدہ لوگ اور اولیائے عظام سے عداوت ودشمنی رکھنے والے گستاخ واعظ اور ان سے مدد مانگنے پر شرک وبدعت کے فتوے لگانے والے بے ادب مولوی یہ جان جائیں کہ اولیاء اللہ کی شان کیا ہے اور آج یہی بزرگانِ دین گنہگاروں کے کام آرہے ہیں اور یہ اللہ کریم کے دوست ہیں جن کو تم دنیا میں غیر اللہ سمجھتے تھے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو یہ کہہ کر گمراہ کرتے رہے کہ اولیاء اللہ کسی کی مدد نہیں کر سکتے' کسی کے کام نہیں آسکتے' کسی کی فریاد نہیں سن سکتے۔ کسی کو شفا نہیں دے سکتے اور ان کے اختیار میں کچھ نہیں ہے اور ان کے آستانوں پر جانا اور ان سے مدد مانگنا شرک وبدعت ہے اور پھر اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ فقیر ودرویش اپنے پیر ومرشد کی کی ہوئی خدمت ضائع نہیں جاتی۔ ایک نے پانی پلایا تھا اور دوسرے نے وضو کرایا تھا۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

وما علینا الا البلغ المبین

محبت ومعیت اولیاء

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم

اما بعد

فاعوذ باالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

یایها الذین امنوا اتقو الله و کونو مع الصادقین

ثم قال الله تبارك وتعالی

واصبر نفسك مع الذین یذکرون الله قیاما وقعودا وعلی جنوبهم

محبت سے درود پاک

الصلوٰة والسلام علیك یا سیدی یا رسول الله

وعلی الك واصحابك یا سیدی یا حبیب الله

محترم سامعین کرام! قرآن پاک کی ان آیات میں اللہ کریم نے ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ سچے لوگوں یعنی اولیائے کرام اور بزرگان دین کے ساتھ ہو جاؤ اور ان کی معیت ورفاقت اختیار کرو۔

اور دوسری آیت پاک میں اللہ کریم نے اولیاء عظام کی معیت ورفاقت کو اور بھی کھل کر بیان فرمایا ہے کہ اتنا ہی نہ کرنا کہ کسی مرد کامل کے مقدس ہاتھوں میں ہاتھ دے کر یعنی صرف بیعت کر کے ہی بس نہ کرنا بلکہ اپنے نفس کو اپنے دل کو اور اپنی روح کو بھی اولیاء اللہ کے ساتھ وابستہ کرنا۔ غرضیکہ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیائے کرام کے ساتھ معیت جسدی کا حکم فرمایا ہے وہاں معیت روحانی کی بھی تاکید کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی مرشد کامل کی ظاہری بیعت پر ہی اکتفا نہ کرنا بلکہ باطنی طور پر بھی ان سے لگاؤ رکھنا ضروری ہے۔

اگر کوئی مسلمان دل سے کسی مردِ کامل کی غلامی اختیار کر لے گا اور دل و جان سے اللہ کے محبوب و مقرب بندوں سے محبت رکھے گا تو اس کا فائدہ قیامت کے دن یہ ہوگا۔ راحت جاں ﷺ نے فرمایا۔ المرء مع من احب کہ دنیا میں جس کو جس سے محبت ہوگی وہ قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا۔ رحمت دو جہاں ﷺ کے اس فرمان سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ دنیا میں اگر کسی کو داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے محبت ہے تو قیامت کے دن وہ داتا کے ساتھ ہوگا اور دنیا میں جس کو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہے قیامت کے دن وہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوگا۔ دنیا میں جسے میرے پیر سیال لجپال کے ساتھ عقیدت و محبت ہوگی تو قیامت والے دن ان کے ساتھ ہوگا اور دنیا میں جسے راحت جاں ﷺ سے محبت ہوگی قیامت میں وہ محبوب کبریا ﷺ کے ساتھ ہوگا۔ سنی اگرچہ گنہگار ہی سہی لیکن گستاخ و بے ادب نہیں ہیں۔ اس لئے قیامت کے دن انشاء اللہ اولیائے کرام، صحابہ کرام اور جناب خیر الانام ﷺ سے محبت و عقیدت ہی ان کے لیئے وسیلۂ نجات اور ذریعہ بخشش بن جائے گی۔ کیونکہ ہر سنی کے دل میں ہر ولی، ہر پیر فقیر، ہر صحابی اور ہر نبی کی محبت و عقیدت پوری طرح سے موجود ہے اور ہر سنی کا دامن کسی نہ کسی پیر و فقیر اور کسی نہ کسی مردِ کامل سے وابستہ ہے اور ہر سنی کسی نہ کسی مرشد و پیر کا طالب و مرید ہے۔ مگر یہ گستاخانِ نبوت و ولایت اور اولیاء اللہ کی شان پاک میں بے ادبی و گستاخی کرنے والے مولوی اور بزرگانِ دین سے عداوت رکھنے والے واعظ اور ان کے متعلق بغض و عناد رکھنے والے بدعقیدہ لوگ قیامت کے روز کہاں جائیں گے۔ کس کو پکاریں گے کس سے فریاد کریں گے اور کس کے ساتھ ہوں گے جب کہ دنیا میں انہیں کسی نبی، ولی یا کسی مرشدِ کامل سے کوئی عقیدت و محبت نہیں ہے۔ عارف رومی فرماتے ہیں۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
نشیند در حضور اولیاء

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میں اللہ کریم کے ساتھ بیٹھوں یعنی بارگاہ رب العزت میں مقبول ہو جاؤں تو

اسے چاہئے کہ وہ اولیاء اللہ کے پاس بیٹھے ان کی صحبت اختیار کرے اور بزرگان دین کی مجلس میں رہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے پاس ایک لحہ بیٹھنا سو سال کی مقبول عبادت سے افضل و بہتر ہے۔ چنانچہ عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں اور دیوبندیوں کے امام و پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب امداد المشتاق کے صفحہ ۵۴ پر راحت دو جہاں ﷺ کا یہ فرمان لکھا ہے۔ من اراد ان یجلیس مع اللہ فلیجلس مع اھل التصرف ہ جو شخص یہ ارادہ کرے کہ میں اللہ کے پاس بیٹھوں پس وہ کسی صوفیائے کسی درویش اور کسی مرد کامل کے پاس بیٹھ جائے۔ مقصد یہ کہ اولیائے کرام کے پاس بیٹھنا ہی اللہ کریم کے پاس بیٹھنا ہے اور پھر یہی نہیں بلکہ

پیر کامل صورت ظلِ الٰہ
یعنی دید پیر دید کبریا

چونکہ مرشد برحق اور پیر کامل کی صورت جمال خداوندی کا پرتو ہوتا ہے۔ اس لئے اپنے پیر کو دیکھنا خدا کو دیکھنا ہے۔ اولیاء اللہ کی صحبت' بزرگان دین کی مجلس صوفیائے کرام کی رفاقت اور درویشانِ کامل کی معیت کا یہ اثر ہوتا ہے کہ برے اچھے ہو جاتے ہیں اور بد نیک۔ بے مراد بامراد ہو جاتے ہیں اور بدنصیب خوش نصیب اور پیتل سونا اور ناقص کامل بن جاتا ہے جیسا کہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دستِ محبوب بدستم

کہ ایک دن میں حمام میں نہا رہا تھا کہ ایک دوست نے مجھے خوشبودار مٹی دی۔

بدو گفتم کہ مشکے یا عبیری
کہ از بوئے دلا ویزے تو مستم

تو میں نے مٹی سے پوچھا کہ تو مشک ہے یا عنبر' تیری دل کو بھانے والی خوشبو نے مجھے مست کر دیا ہے۔

بگفتا من گلے ناچیز بودم
و لیکن مدتے با گل نشستم

تو اس مٹی نے جواب دیا کہ ہوں تو میں ایک ناچیز و حقیر مٹی۔ لیکن میں چند دن گلاب کے پھول کی صحبت میں رہی ہوں یعنی مجھ پر گلاب کا پھول اُگا ہوا تھا اور اس صُحبت کا اثر یہ ہے کہ

جمال ہمنشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

اس گلاب کے پھول کی خوشبو میرے اندر بھی آ گئی ہے۔ ورنہ میں وہی حقیر مٹی ہوں۔ شیخ سعدی رحمۃ

اللہ علیہ کی اس حقیقت افروز مثال اور ایمان بخش دلیل سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اگر ناچیز وحقیر مٹی چند دن گلاب کے پھول کی صحبت میں رہ کر اور مشک وعنبر بن کر شیخ سعدی کے دل ودماغ کو معطر کرسکتی ہے تو ایک گنہگار بندہ کسی اللہ کے ولی کی صحبت میں رہ کر نیکو کار بھی ہوسکتا ہے اور ایک بدکار خوش اطوار بھی ہوسکتا ہے اور ایک ناقص انسان کسی مردِ کامل کی صحبت میں رہ کر کامل بھی بن سکتا ہے اور جس طرح یہ ناممکن ہے کہ برف میں رکھی ہوئی کوئی چیز ٹھنڈی نہ ہو اور آگ پر رکھی ہوئی کوئی شے گرم نہ ہو۔ اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ کوئی ناقص انسان کسی کامل کی صحبت کے اثر اور اس کی فیوض وبرکات سے محروم رہے۔ عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فیضِ صحبت کی مثال دے کر فرماتے ہیں۔

سیل چوں آمد بدریا بحر گشت
دانہ چوں آمد بمزرع کشت گشت

کہ جس طرح قطرہ دریا میں مل کر دریا اور دانہ کھیت میں مل کر کھیتی بن جاتا ہے۔ اسی طرح ایک ناقص کسی کامل کی صحبت میں رہ کر کامل بن جاتا ہے اور پھر فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی نیک اور کامل کی صحبت اور مجلس نصیب نہ ہو تو وہ قرآن پاک کی تلاوت کرے اور یہ ایسے ہے جیسے اس نے ارواحِ انبیاء علیہم السلام کی صحبت پالی کیونکہ

ہست قرآں ہائے انبیاء
ماہیان بحر پاک کبریا

کہ قرآن مجید میں انبیاء اکرام علیہم السلام کے حالات کا بیان ہے جو کہ دریائے وحدت میں غوطہ زن رہنے والے ہیں (ماہیان)۔ ارشاد رومی کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی کامل کی صحبت میسر نہ آسکے تو پھر ان کے حالات وحکایات ہی کو پڑھنا اور سننا بمنزلہ ان کی صحبت کے ہے۔ بازاروں میں دودھ قیمتاً فروخت ہوتا ہے اور پانی کی کوئی قیمت نہیں ہے لیکن اگر کوئی قوم کا دشمن دودھ میں پانی ملا دے تو پھر پانی زبان حال سے دودھ کو کہتا ہے کہ تیری تو قیمت ہے اور میری کوئی قیمت نہیں ہے لیکن اب میں تیری صحبت میں آ کر تجھ میں سما گیا ہوں اور اب میرا کیا حال ہوگا۔ تو دودھ بھی زبانِ حال سے پانی کو جواب دیتا ہے کہ جب تک تو مجھ سے جدا تھا تو تیری کوئی قیمت نہ تھی اور اب چونکہ تو میری صحبت میں آ گیا ہے اس لئے اب جو قیمت میری ہے وہی تیری۔

گرم کوٹ کا کپڑا چاہے پانچ سو روپے گز والا ہی کیوں نہ ہو پھر بھی وہ کبھی درزی کی دوکان پر کٹا پھٹا اور ادھر ادھر بکھرا رہتا ہے اور کبھی کسی دھوبی کی دوکان پر الٹ پلٹ ہوتا رہتا ہے لیکن اگر پانچ روپے گز کا کھدر قرآن پاک کا غلاف بن جائے تو پھر قرآن مجید کے ساتھ لگ کر وہ بھی مسلمانوں کی بوسہ گاہ بن جاتا ہے اور ہاتفِ غیبی سے آواز آتی ہے کہ اے ایمان والو! اگرچہ یہ پانچ روپے گز کا معمولی کھدر ہے مگر اب یہ قرآن پاک کی صحبت میں آ کر اس کا غلاف بن چکا ہے اس لئے اب اس کو بے وضو ہاتھ نہ لگائیں۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

قرآن کریم میں اللہ کریم نے اصحاب کہف کے ایمان افروز قصے کے ساتھ ان کے اس کتے کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ جو ان کی صحبت میں رہ کر جنت کا حقدار بن گیا تھا۔ قصہ یہ ہے کہ کسی زمانے میں اور کسی شہر میں ایک بادشاہ حکمران تھا جس کا نام دقیانوس تھا اور وہ بہت ظالم تھا اس نے اپنی سلطنت میں یہ اعلان کروادیا تھا کہ میری حکومت میں جس کسی نے بھی اللہ کا نام لیا اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اس ظالم کی سلطنت میں اللہ تعالٰی کے سات اولیائے کرام بھی رہتے تھے جو دن رات اپنے رب کریم کی عبادت و ریاضت اور اس کے ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے۔ انہوں نے جب یہ اعلان سنا تو وہ آدمی رات کے وقت شہر سے نکل کھڑے ہوئے جب وہ شہر سے باہر نکلے تو ان اولیاء اللہ نے دیکھا کہ ایک کتا بھی ان کے پیچھے پیچھے آرہا ہے۔ وہ کتے کو اپنے ساتھ دیکھ کر گھبرائے کہ یہ بھونکے گا تو پھر ہم پکڑے جائیں گے اور اسی خطرے کے پیش نظر وہ کتے کو مارتے، ہٹانے اور دھتکارنے لگے مگر کتے نے ان کو کہا۔ ماتریدون منی لا تخشو احبا نبی انا احب احباء الله فنا موا حتی احرسکم (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴۷۴) کہ آپ کا مجھ سے کیا مطلب ہے آپ لوگ مجھ سے کوئی خوف نہ کھائیں میں تو اللہ سے محبت کرنے والوں سے محبت رکھتا ہوں پس آپ لوگ سو جائیں میں آپ کا پہرہ دوں گا اور میری تو آرزو ہے کہ آپ لوگوں کی پاک صحبت سے میری نجات ہو جائے اور قیامت کے دن میں بھی بخشا جاؤں۔ چنانچہ قیامت کے دن جب اصحاب کہف یعنی وہ اولیاء اللہ جنت میں داخل ہوں گے تو آج اولیاء اللہ کی پاک صحبت کو شرک و بدعت کہنے والے بدعقیدہ مولوی اس کتے کو بھی ان کے ساتھ جنت میں جاتا دیکھیں گے۔

پھر اس کتے نے کہا اے اللہ کے دوستو اگرچہ میں کتا ہوں مگر یہ جانتا ہوں کہ تم اللہ کے محبوب و مقرب ہو۔ اس لئے میں تمہیں بھونکوں گا نہیں۔ میں اس کتے کے قدم کیوں نہ چوم لوں جو کتا ہو کر بھی اللہ کے ولیوں کو نہیں بھونکا اور ان انسانوں کو ابلیس کیوں نہ کہوں جو انسان ہو کر اولیاء اللہ کو بھونکتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اور ان کی شانِ اقدس میں گستاخی کرتے ہیں۔ اللہ قادر و کریم کو اس کتے کی یہ ادا پسند آگئی اور اس کی آواز پر تحسین و آفرین کہتے ہوئے قرآن پاک میں اس کتے کا ذکر بھی کیا ہے اور اس کے پہرہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔ وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید غور کرو کہ وہ ایک کتا ہو کر پہاڑ کی ایک غار کے منہ پر بیٹھ کر تین سو نو سال تک اولیاء اللہ کا پہرہ دیتا ہے لیکن یہ کتنے افسوس کی اور دکھ کی بات ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے انسان اولیاء اللہ کو گالیاں دیتے ہیں ان کو برا کہتے ہیں اور ان پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ تو پھر مجھے یہ کہنے میں کوئی عذر نہیں ہے کہ اولیاء اللہ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے انسانوں سے اولیاء اللہ کی صحبت کے فیض سے جنت میں جانے والا کتا ہزار درجے افضل ہے۔

پھر قرآن پاک کے اس ایمان افروز قصے سے یہ بات بھی پوری طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ جب

اولیاء اللہ کی خدمت کرنے اور ان کی صحبت میں رہنے پر اللہ کریم کا لطف و کرم اور اس کی رحمت و بخشش ایک کتے پر ہو سکتی ہے تو پھر اولیاء اللہ کی خدمت اور ان کی صحبت میں رہنے پر ایک انسان خدا کی رحمت و بخشش سے کیسے محروم رہ سکتا ہے۔

امداد المشتاق صفحہ ۱۰۲۔ مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ بیٹھے تھے کہ ایک کتا سامنے سے گزرا۔ آپ کی نگاہ اس پر پڑ گئی تو وہ کتا اس قدر صاحب کمال ہو گیا کہ شہر کے تمام کتے اس کے پیچھے دوڑتے تھے۔ وہ کتا ایک جگہ بیٹھ گیا تو سب کتوں نے اس کے گرد حلقہ باندھ کر مراقبہ کیا۔

امداد المشتاق صفحہ ۱۵۷ پر لکھتے ہیں کہ میں نے حاجی صاحب مرحوم سے سنا ہے کہ ایک بزرگ مشغول بیٹھے تھے کہ ایک کتا سامنے سے گزرا۔ اتفاقاً اس بزرگ کی نظر اس کتے پر پڑ گئی پھر اس بزرگ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی اور ان کی نگاہ کا اس کتے پر اتنا اثر ہوا کہ جہاں وہ کتا جاتا کتے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیتے اور جہاں وہ بیٹھتا سارے کتے حلقہ باندھ کر اس کے اردگرد بیٹھ جاتے تھے۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ وہ کتا تمام کتوں کے لئے شیخ بن گیا۔ آگے لکھتے ہیں کہ دیکھئے جن کے فیوض و برکات جانوروں پر بھی ہوں ان سے انسان کیسے محروم رہ سکتا ہے۔ ہرگز مایوس نہ ہونا چاہئے۔ ہاں دھن ہونی چاہئے تھوڑی ہی ہو۔

اصحاب کہف کی برکت سے ان کا کتا بھی ایسا مشرف ہوا کہ اللہ کریم نے کلام پاک میں اس کا ذکر فرمایا' جس کو قیامت تک نمازوں میں پڑھا جائے گا۔ تو جب اللہ کریم کی عنائیت کتے پر اس قدر ہو گئی تو ہم پر کیوں نہ ہو گی۔ امداد المشتاق صفحہ ۱۱۳ پر لکھتے ہیں کہ فقیر مرتا نہیں ہے صرف ایک مکان سے دوسرے مکان مین انتقال کرتا ہے اور فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہو گا جو زندگی ظاہری میں۔ فرمایا حضرت صاحب نے کہ میں نے حضرت کی قبر سے وہی فائدہ اٹھایا جو حالتِ حیات میں اٹھایا تھا۔

اولیاء اللہ سے بغض و عناد رکھنے والے گستاخ اور بے ادب مولویوں اور بدعقیدہ واعظوں کو چاہئے کہ وہ ہماری کوئی بات نہیں مانتے اور ہماری کسی کتاب پر ان کو یقین نہیں ہے تو نہ سہی۔ کم از کم اپنے ہی پیر و مرشد اور امام و پیشوا مولانا اشرف علی تھانوی پر ہی یقین کر کے اور ان کی لکھی ہوئی ان سچی باتوں کو تسلیم کر کے اولیاء اللہ کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کرنی چھوڑ دیں اور اپنے باطل عقیدے سے توبہ کر کے سچے دل سے اولیائے کرام رحم اللہ علیہم کے خادم بن جائیں۔

☆ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے قطب تھے کا ایک مجوسی سے وجود باری تعالیٰ کے متعلق بحث ہو گئی۔ اس آتش پرست کافر نے کہا کہ ہم دونوں ہاتھ ملا کر آگ میں ڈالتے ہیں جس کا ہاتھ جل گیا وہ جھوٹا اور جس کا بچ گیا وہ سچا ہو گا۔ چنانچہ اس دہریئے نے حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈال دیا اور جب تھوڑی دیر کے بعد ہاتھ باہر نکلے تو دونوں کے ہاتھ صحیح سلامت تھے۔ نہ ہی مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کا ہاتھ جلا اور نہ ہی اس مجوسی کا۔ رات ہو گئی اور جب ساری کائنات سو گئی تو حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے گوشہ

تنہائی میں بارگاہ رب العزت میں عرض کی یا مولا۔ یہ مجوسی تو تیری ذات کا منکر تھا اور میں نے تو ستر سال تک تیری عبادت کی ہے مگر تو نے یہ کیا کیا کہ نہ تو میرا ہی ہاتھ جلایا اور نہ ہی اس کافر کا۔ تو پردہ غیب سے جواب آیا کہ اے میرے مقبول بندے تیرا سوال تو ٹھیک ہے لیکن میں اس کے کفر کو دیکھتا یا تیرے ہاتھ کو۔ بات یہ ہے کہ چونکہ اس کا ہاتھ تیرے ہاتھ کے ساتھ تھا اس لئے میں نے تیرے ہاتھ کی برکت سے اس کا بھی نہیں جلایا اسے کہو کہ اگر امتحان لینا ہے تو پھر اکیلا اپنے ہاتھ کو آگ میں ڈالے۔ یہ ہے اولیاء اللہ کی معیت ومحبت کا اثر اور بزرگان دین کی صحبت کا فیض اور اولیائے کرام کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر بیعت کرنے کا مقصد۔

اولیاء اللہ کے مراتب و مدارج ہوتے ہیں۔ کوئی ولی ہوتا ہے اور کوئی غوث' کوئی قطب ہوتا ہے اور کوئی ابدال۔ کوئی قطبِ مدار ہوتا ہے اور کوئی اوتاد۔ اوتاد جمع وتد کی ہے اور وتد کے معنے میخ اور قطب کے معنے بھی کلی کے ہیں اور پھر ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ چکی کے دو پڑوں کے درمیان ایک کلی ہوتی ہے جس کا تعلق چکی کے دونوں پڑوں سے ہوتا ہے اور چکی چلنے پر وہ دانہ جو چکی سے چمٹ جائے وہ پسنے سے محفوظ رہتا ہے۔

اسی طرح یہ اولیاء اللہ اور قطب واوتاد اس کائنات میں ایک کلی کی مانند ہیں جن کا تعلق زمین سے بھی ہوتا ہے اور آسمان سے بھی۔ فرش سے بھی ہوتا ہے اور عرش سے بھی اور مخلوق سے بھی ہوتا ہے اور خالق سے بھی اور یہ خدا اور بندوں کے درمیان ایک وسیلہ ہیں۔ خالق ومخلوق کے درمیان ایک رابطہ ہیں' آقا اور غلاموں کے درمیان ایک ذریعہ ہیں اور جس طرح وہ دانہ جو چکی کی کلی سے چمٹ جائے پسنے سے بچ جاتا ہے اسی طرح سے وہ گنہگار جو کسی ولی اور مرشد کامل کے دامن سے لپٹ جائے خدا کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ اس لئے اے گنہگار بندہ اور اے دردوغم کے مارے ہوئے انسانو! اگر تم بھی دنیا وآخرت میں عذاب خداوندی اور قہر الٰہی سے بچنا چاہتے ہو اور دکھ درد ورنج وغم اور مصائب وآلام سے نجات پانا چاہتے ہو اور اطمینان قلب سکون دل اور تسکین روح حاصل کرنا چاہتے ہو تو آؤ اس دانے کی طرح جو چکی کی کلی سے چمٹ کر پسنے سے بچ جاتا ہے تم بھی کسی مرشد کامل کے دامن سے لپٹ جاؤ۔ کسی مرد قلندر کی صحبت اختیار کرو' کسی ولی اللہ کے ہاتھوں میں ہاتھ دو اور کسی فقیر بےنوا کے قدم چوم لو۔

بازار میں ایک آدمی سنگترے بیچ رہا تھا اور بلند آواز سے پکار رہا تھا کہ اچھے سنگترے! اچھے سنگترے! ایک مست پاس سے گزرا۔ اس نے جب یہ آواز سنی تو وجد میں آکر رقص کرنے لگا۔ لوگ حیران تھے کہ اس درویش کو کیا ہو گیا ہے۔ آخر لوگوں نے پوچھا۔ اے مست! یہ وجد و رقص کس بات پر تھا؟ تو اس مست نے جواب دیا کہ کیا تم نے اس سنگترے بیچنے والے کی آواز نہیں سنی۔ جو بلند آواز سے پکار رہا تھا کہ اچھے سنگترے! اچھے سنگترے! جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ کتنے اچھے ہیں جو کسی مرشد کامل کی سنگت سے تر گئے ہیں۔

اولیاء اللہ کی معیت ومحبت بزرگان دین کی صحبت اور کسی مرد کامل کی رفاقت سے نہ صرف یہ کہ ناقص کامل اور پیتل سونا بن جاتا ہے۔ بلکہ مرشد کی توجہ اتحادی سے شیخ کامل اور مرید صادق کے درمیان سے تمام حجابات باطنی اٹھ جاتے ہیں اور من وتو کا امتیاز مٹ جاتا ہے۔

خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے ایک خدمت گار نانبائی پر خوش ہوئے اور فرمایا۔ مانگ کیا مانگتا ہے۔عرض کی آقا مجھے اپنے جیسا کر دیجئے۔خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ نے اس نانبائی کو سامنے کھڑا کر کے توجہ اتحادی ڈالی۔بس پھر کیا تھا۔دیکھنے والے نہ پہچان سکے کہ باقی باللہ رحمتہ اللہ کون ہے اور نانبائی کون ہے۔لیکن چونکہ اس نانبائی کا کاسۂ گدائی چھوٹا تھا اور وسعت دل تنگ تھی۔اس لئے وہ شیخ کامل کی توجہ اتحادی کو برداشت نہ کرسکا اور تھوڑی دیر کے لئے اللہ اللہ کہتا ہوا جاں بحق ہو گیا۔مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کہ کسی مرد کامل کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا ہزار سال کی مقبول عبادت سے بہتر ہے۔مگر حضرت میراں بھیک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ایک گھڑی سے آدھی اور آدھی سے بھی آدھ
بھیکا سنگت سادھ کی کاٹے کوٹ اپرادھ

اور جب کوئی طالب صادق اور مرید باوفا اپنے مرشد کامل کی صحبت میں اپنے آپ کو فنا فی الشیخ کر لیتا ہے جو کہ منزل حقیقت ومعرفت کی پہلی سیڑھی ہے تو پھر وہ مرید باوفا بھی شیخ کامل بن جاتا ہے اور پھر کانٹا مرید کو چبھتا ہے تو درد شیخ کو ہوتا ہے۔خنجر اس پر چلتا ہے اور خون اس کا بہتا ہے۔

حقیقت ایک ہے ہر شئے کی خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرے کا دل چیریں

اور پھر وہ جدھر دیکھتا ہے اسے اپنے شیخ کے سوا اور کچھ بھی نظر نہیں آتا عاشق ومعشوق کا حقیقی اتحاد اور طالب ومطلوب کی سچی سنگت اور مرید وشیخ کی پکی معیت ومحبت وصحبت کا آخری مقام یہی ہے کہ مرید شیخ میں فنا ہو جائے اور شیخ مرید کو اپنے جیسا کر دے۔مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجنوں لیلیٰ کی محبت میں فنا ہو چکا تھا اور اسے ہر طرف اور ہر چیز میں لیلیٰ ہی نظر آتی تھی۔ایک دفعہ مجنوں کے جسم میں پھوڑا نکل آیا۔ایک حکیم کو بلایا گیا حکیم نشتر سے فصد کرنے لگا تو مجنوں نے روک دیا۔حکیم نے کہا کہ اے مجنوں تُو تو شیروں سے بھی نہیں ڈرتا اور اب نشتر سے ڈر گیا ہے۔مجنوں نے جواب دیا۔

گفت مجنوں من نمی ترسم زنیش   صبر من ازکوہ سنگین است بیش
لیک از لیلیٰ وجود من پر است   ایں صدف پر از صفاتِ آں درست

ترسم اے فساد گر فسدم کنی نیش را ناگاہ برلیلیٰ زنی
درمیان لیلیٰ ومن فرق نیست

حکیم صاحب میں نشتر سے نہیں ڈرتا اس لئے کہ میرا صبر و تحمل تو پہاڑ سے بڑھ کر ہے لیکن میرے وجود میں لیلیٰ سمائی ہوئی ہے اور میرے بدن کا صدف لیلیٰ کی محبت کے موتیوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں ڈرتا تو اس لئے ہوں کہ اگر تو نے میرے پھوڑے پر نشتر چلائی تو یہی نشتر لیلیٰ کے جسم پر لگے گی اس لئے کہ مجھ میں اور لیلیٰ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اللہ کریم بطفیلِ زلف محبوب کریم ﷺ ہمیں راہ راست پر استقامت عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

وآخر دعوانا ان الحمد اللہ رب العالمین

انگلیاں میری ہیں اور ان میں قلم ہے تیرا   ہاتھ میرا ہے مگر اس پر کرم ہے تیرا

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ‘ عارفانہ‘ عاشقانہ چند تحریریں

- معجزات محبوب ﷺ
- اسلاف کا جذبہ ایثار
- وسیلتنا فی الدارین
- عشق کی باتیں
- اسلاف کا اخلاق
- وبالوالدین احسنا
- عشق است امام من
- اسلاف کا شوق علم
- بخشش کے بہانے
- حقیقت انساں
- شمس الضحیٰ
- عاشقانہ تقریریں
- دیوان عشق
- صاحب الجود والکرم
- عشق خیر الوریٰ ﷺ
- راحت جاں ﷺ
- اسلام میں دل جوئی کا مقام
- پیام محبت
- پیکر حسن و جمال
- اسلام میں دل شکنی جائز نہیں
- وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے
- پیکر جمال و کمال
- کیا حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ سے مانگنا جائز ہے؟
- اہل دل
- نور الھدیٰ
- جب بھی مانگو حضور ﷺ کے وسیلہ سے مانگو
- آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
- عجب چیز ہے لذت آشنائی
- وسیلہ محبوب ﷺ
- تجھے اہل ایماں سلام کہتے ہیں

ادارہ نجم الھدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ
پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد

فیضان پیر سیال لجپال

یہاں پر ہر قسم کی بیماری، ہر کام،
مردوں عورتوں کے پوشیدہ امراض،
آسیب جادو ٹونہ، اولاد کا نہ ہونا، شادی
میں رکاوٹ، کاروباری بندش ہر کام
قرآنی عملیات و تعویذات و اسلامی
طبی اصولوں کے عین مطابق کیا جاتا ہے

مرکزی جامع مسجد گلزار مدینہ جی ٹی ایس اڈ
فیصل آباد

اوقات ملاقات

عصر تا عشاء فون پر وقت لے کر تشریف لائیں

03006661755

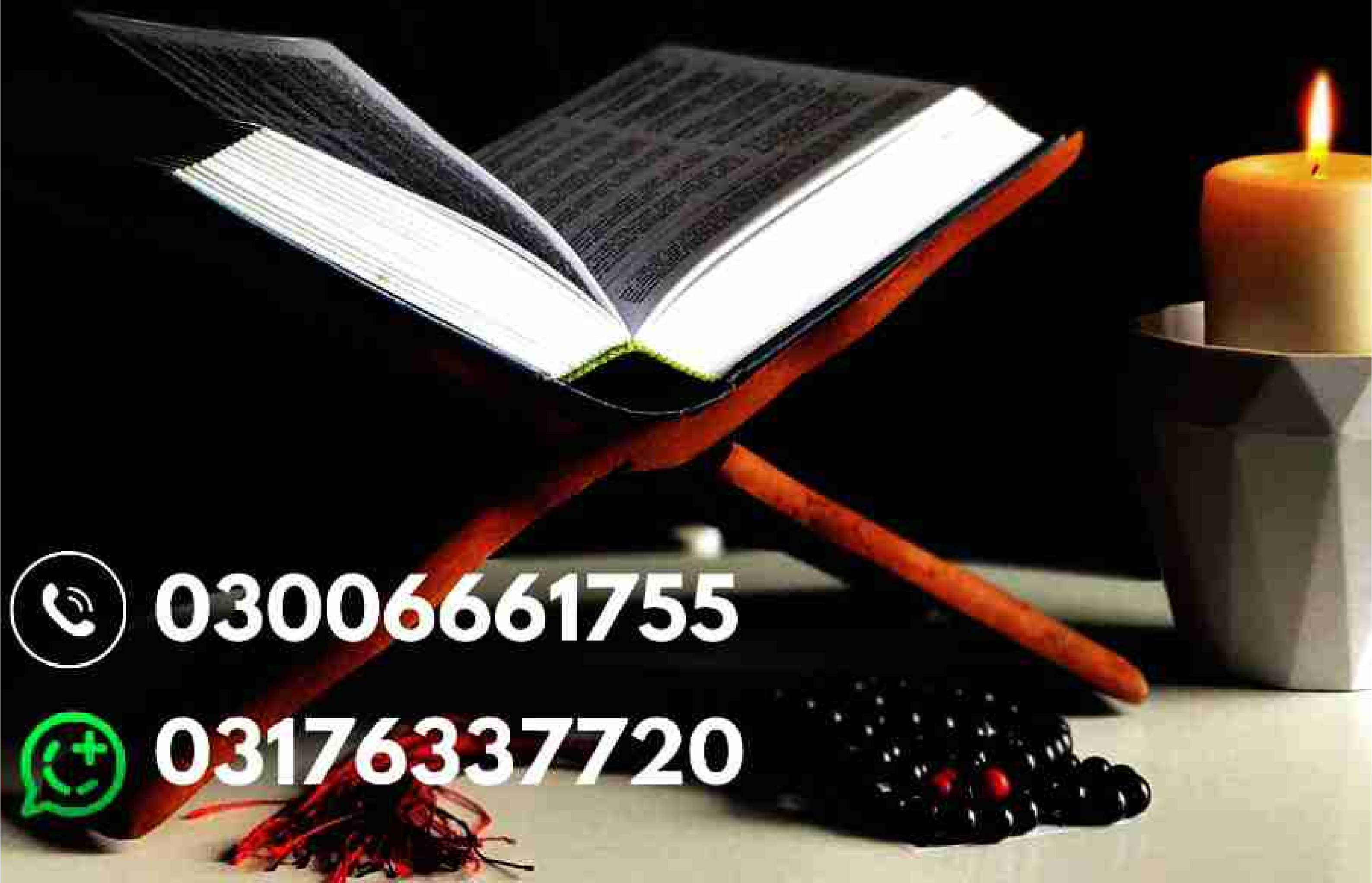
03176337720

فیضان پیر سیال لجپال

جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و الحدیث

آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر، حدیث پاک

آسان عام فہم خواہش مند طالبات کے لیے سنہری موقع



03006661755

03176337720


فیضان پیر سیال لجپال
جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و الحدیث
آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر، حدیث پاک
آسان عام فہم خواہش مند طلباء کے لیے سنہری موقع
03006661755